

تفسیر الملتقط اور تفسیر ملا علی القاری کا تعارف اور صوفیانہ مباحث کا تقابلی جائزہ

Introduction to Tafseer al-Multaqat and Tafseer Mulla Ali Al-Qari and a comparative review of mystical debates

Muhmmad Muzammil Imran

Phd Scholar Islamic Studies, The University of Faisalabad

Email: muzammilimran.6692@gmail.com

Dr. Ammara Rahman

Assistant Proffessor, Islamic Studies, The University of Faisalabad.

Received on: 02-10-2023

Accepted on: 04-11-2023

Abstract

“During the sacred era of the presence of the seal of the prophets, Muhammad (Peace be upon him) the noble companions were proficient in the Arabic language and were acquainted with the content and meanings of the Quran and Hadith. Therefore, during that sacred era, there were no needs for any Tafseer. But with the passage of time it became necessary. So, community of scholars took up the raft for this purpose. Tafseer were written in all periods. Tafseer-al-Multaqat was written by Syed Gysudaraz (721-825 Hijri), and Tafseer Mulla Ali Al-Qari was written by Ali bin Sultan (930-1014 Hijri), both authors of these Tafaseers were great scholars, reviewers and genius intellectuals. Syed Gysudaraz is the author of approximately 150 books in which 52 are available. One of them is Tafseer-al-Multaqat. This contained mystical discourses. Also, Mulla Ali Qari is the author of 150 books. More of them are available. His recognized Tafseer is Anwar-ul-Quran which is known as Tafseer-Mulla-Ali Al-Qari. It is also have description of Islamic Science of Tasawwuf. In this research paper has been proven that both of mentioned Tafseers have thoughts of Islamic Science of Tasawwuf which are caused preaching of Islam.”

Keywords: Tafseer-Al-Multaqat, Syed Gysudaraz, Tafseer, Mulla-Ali-Al-Qari, Mulla Ali Al-Qari, Tasawwuf

الف۔ ”تفسیر الملتقط“ کا تعارف:

گیسودراز خواجہ سید محمد حسینیؒ نے دہلی میں 757ھ سے 801ھ کے دوران ایک تفسیر لکھی جو ”الملتقط“ کے نام سے مشہور ہے۔ مشائخ چشت میں گیسودراز پہلے بزرگ ہیں، جنہوں نے تصنیف و تالیف کی طرف توجہ فرمائی۔ 52 تصانیف میں خاص طور پر ”الملتقط“ بڑی معروف ہے۔

آپ کے سوانح نگار مولانا محمد علی سامانیؒ نے سیر محمدی (تالیف 831ھ) میں اس تفسیر بے نظیر کا تذکرہ کیا ہے لکھتے ہیں: ”بدانکہ تصانیف حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ بسیار است، ملتقط تفسیر قرآن در قالب سلوک و تفسیر دیگر آغاش کردہ بودند بر طریق کشف، موازنہ پنج سیارہ شدہ بود بیشتر تمام شدہ بود حواشی کشف۔“ (1)

”جان لو کہ بلاشبہ حضرت مخدوم کی تصانیف و تالیفات کثیر ہیں۔ دو تفاسیر لکھنے کا آغاز فرمایا: تفسیر الملتقط: تصوف کے اسرار و رموز پر اور دوسری تفسیر کشاف کی طرز پر لکھنا شروع کی۔ پانچ سپاروں کا موازنہ مکمل ہو گیا تھا اور تفسیر کشاف کے زیادہ تر حواشی کی اسحاث بھی مکمل ہو چکی تھیں۔“

گیسودراز کے دوسرے سوانح نگار مولانا عبدالعزیز بن شیر ملک بن محمد واعظی رحمہ اللہ تاریخ حبیبی (تالیف 849ھ) میں رقم طراز ہیں:

”قسم اول کے ازاں تفسیر الملتقط، دوم تفسیر دیگر کہ باوجودات نحو تمام و معانی بیان و قصص تمام و اختیار حضرت قطبی آں بود کہ ایسی تفسیر قرآن یک جلد باشد تا پنج سپارہ شدہ بود فترت مغلاں شد۔ حضرت قطبی را از دہلی، جانب احسن آباد انتقال افتادہ سوم حواشی کشاف۔“ (2)

”تفاسیر میں پہلی قسم تفسیر الملتقط ہے (جو کہ مکمل ہے) دوسری تفسیر کہ جس کو علم معانی و بیان، قصص و آثار کا مفصل بیان کا انداز حضرت قطب نے اس تفسیر میں اپنایا اور ارادہ فرمایا کہ اس تفسیر کی ایک ہی جلد ہو گی۔ ابھی پانچ پارے ہوئے تھے۔ مغلوں کا زمانہ آگیا اور حضرت قطب گو دہلی سے احسن آباد منتقل ہونا پڑ گیا اور یہ تفسیر نامکمل رہ گئی۔ البتہ حواشی کشاف کافی حد تک مکمل ہو گئے۔“

گیسودراز کی تصانیف فی زمانہ نادر و نایاب ہیں۔ تفسیر الملتقط بھی منفرد ہے۔ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے مترشدین کو اس تفسیر کا باقاعدہ درس بھی دیا کرتے تھے۔ بڑے صاحبزادے حضرت سید محمد اکبر حسینی (م 812ھ) نے اس تفسیر کی تفسیر بھی لکھی۔ تفسیر الملتقط کا مخطوطہ کم و بیش پانچ صدی پیشتر کا معلوم ہوتا ہے۔

تفسیر کی جلدوں کا تعارف:

مکتبہ نفائس القرآن لاہور نے یہ تفسیر دو جلدوں میں شائع کی ہے۔ پہلی جلد 821 صفحات پر مشتمل ہے اور مخطوطہ ہونے کی وجہ سے صفحہ 1 سے صفحہ 4 تک اکثر عبادات مفقود ہے۔ تفسیر کا آغاز صوفیاء کرام کے اقوال سے ہو رہا ہے اور شروع میں حضرت شبلیؒ، حضرت جنید بغدادیؒ کے اقوال کا تذکرہ ہے۔

پھر اقسام تفسیر، تفسیر بالماثور اور تفسیر بالرأے محمود کا ذکر ہے اور تفسیر بالرأے کا جواز ذکر کیا ہے۔ اس کے بعد صوفیانہ رنگ سے آہنگ ﴿بسم اللہ الرحمن الرحیم﴾ کی تفسیر سے آغاز ہو رہا ہے جو کہ مفصل ہے۔ پہلی جلد کا اختتام سورۃ الکہف کی آخری آیت پر ہو رہا ہے۔

نمونہ کے طور پر چند آیات کی تفسیر:

تفسیر الملتقط کے شروع میں مفسر حضرت جنید بغدادیؒ کا قول فضیلت ﴿بسم اللہ﴾ میں نقل کرتے ہو لکھتے ہیں:

”وقال الجنید ﴿بسم اللہ﴾ منک بمنزلہ ﴿کن﴾ فاذا احسنت ان تقول ﴿بسم اللہ﴾ تحققت الاشياء ﴿بذلک﴾ ﴿بسم اللہ﴾ کما يتحقق بقوله کن“ (3)

”اور جنیدؒ نے کہا تمہارا ”بسم اللہ“ پڑھنا صیغہ ”کن“ کہنے کے قائم مقام ہے۔ پس جب تو اچھے طریقے ﴿بسم اللہ﴾ کا ورد کرے گا، تو اس ﴿بسم اللہ﴾ سے تمہارے لیے تمام عقدے حل ہوتے جائیں گے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان: ”کن“ سے تمام کام ہو جاتے ہیں۔“

پتہ چلا ﴿بِسْمِ اللّٰهِ﴾ پڑھنا بڑے فضل اور رحمت کا باعث ہے۔ اس سے مشکلات آسان اور پریشانیاں دور ہوتی ہیں۔

تفسیر اور حدیث:

مفسر قرآن کریم کی تفسیر شروع کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ قرآن کریم کا ایک حکم ظاہر ہے اور ایک اس کا باطن و مجمل ہے۔ اور اس چیز کو واضح کرنے کے لیے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان مفسر نے ذکر کیا ہے:

”وقیل (4) قال علیہ السلام یوماً لا صحابہ ان منکم من یقاتل علی تاویل القرآن کما قاتلت علی تنزیلہ فقال ابو بکر انا ذلک الرجل یرسل اللہ ﷺ فقال لا، هو خاصف الفعل وکان علی ﷺ یخصف نعلاً لرسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فی الحجرة۔“ (5)

”اور کچھ مفسرین نے کہا: اللہ کے رسول ﷺ نے ایک دن اپنے اصحاب کو فرمایا ”بے شک تم میں سے کچھ لوگ قرآن کریم کی (غلط) تاویل و تفسیر پر قتال کریں گے جیسا کہ میں اس کے (احکام کے) نزول پر قتال کرتا ہوں۔ تو حضرت ابو بکر نے عرض کیا: یرسل اللہ! کیا میں وہ آدمی ہوں (جو قتال کرنے والوں میں ہوگا) پس فرمایا: نہیں، وہ شخص جو قتال کرنے والوں میں سے ہوگا وہ ہے جو نعل مبارک درست کر رہا ہے اور اس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ حجرہ میں بیٹھ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نعل مبارک سی رہے تھے، اسے درست کر رہے تھے۔“

پتہ چلا اس تفسیر میں تشریح و وضاحت کے لیے احادیث مبارکہ سے مدد لی گئی ہے اور متعدد مقامات پر قابل ذکر تعداد حدیث موجود ہے۔ اس سے یہ مفہوم بھی مستفاد ہوا کہ ہر دور میں قرآن کی تفسیر و تاویل ہوتی رہے گی لیکن درست تفسیر و تاویل وہی ہے جو قرآن کی تفسیر سے تفسیر ہے یا قرآن کی حدیث سے تفسیر پھر اجماع امت و صحابہ سے تفسیر اور اس کے بعد اقوال صحابہ کرام و تابعین سے تفسیر ہوگی۔

قرأت سبعہ اور تفسیر:

مولف اس کے بعد بیان کرتے ہیں کہ قرآن مجید کی مختلف قراتیں ہیں۔

”قال علیہ السلام ان القرآن علی سبعة احرف “لکل ایه منها بطن و ظہر و لکل حرف منها حد و مطلع۔۔۔ الی آخره“ (6)

”حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ”قرآن مجید سات قراتوں میں نازل ہوا۔ ہر آیت کا ایک ظاہر ہے اور ایک باطن اور ہر حرف کی ایک حد ہے کہ جس سے اطلاع ہے۔ پس اس کا ظاہر تلاوت ہے اور اس کا باطن فہم و ادراک ہے اور حد حلال و حرام کے حکام ہیں اور مطلع وہ مراد الہیہ ہے کہ جس کے لیے بندہ کو یہ حکم دیا گیا۔“ (7)

دوسری حدیث میں قرآن کریم کی مختلف قراءتوں کا ذکر ہے اور ساتھ ساتھ صوفیانہ وضاحت ہے۔ اس کے بعد ابواللیث سمرقندی کے حوالہ سے قول ذکر کرتے ہوئے ہو فرمایا۔

”حضرت علی بن ابی طالب سے مروی ہے کہ بے شک آپ نے فرمایا کوئی چیز ایسی نہیں کہ جس کا علم قرآن مجید میں نہ ہو البتہ لوگوں کی سوچ اور فہم اس کو حاصل کرنے سے عاجز ہے۔“ (8)

تفسیر بالرائے کے جواز پر دلائل اور اعتراض کے جوابات:

گیسودراز تفسیر بالرائے محمود کے جواز پر دلائل دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

﴿فاعلم۔۔۔ الی آخرہ﴾⁽⁹⁾

”جان لو کہ جب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حدیث ہے: ”جس نے اپنی رائے سے قرآن کی تفسیر کی تو اس نے اپنا ٹھکانہ دوزخ کی آگ بنا لیا“ تو کسی کے لیے جائز نہیں کہ وہ اپنی رائے سے تفسیر قرآن کرے۔“

امام ابو منصور محمد بن محمود الماتریدی، آپ اہل سنت والجماعت کے رئیس ہیں، نے کہا: جو شخص اس حدیث کی صحت کا انکار کرے وہ بدعتی نہیں کیونکہ آئمہ کبار سے یہ بات ثابت ہے کہ انہوں نے قرآن کریم کی وہ آیات جو احکام و لوگوں کے مسائل پر دلالت کرتی ہیں۔ ضرورت کی وجہ سے ان آیات کی تفسیر بالرائے کی اور فقہاء نے ان آیات سے بنیادی معانی اخذ کر کے، فروعات کو ان پر قیاس کیا۔ اس کے باوجود کہ اس کے خلاف خبر موضوع موجود ہے اور انہی میں سے وہ لوگ تھے جنہوں نے وہ مسائل و احکام جو مستنبط ہوئے کو قبول کیا اور امام ابو منصور ماتریدی نے کہا: اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ آیات متشابہات کی جس نے اپنی رائے کے مطابق تاویل و تفسیر کی وہ اپنے لیے ٹھکانہ دوزخ کی آگ سمجھے۔

اس کے بعد اس کی مزید وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”وقیل۔۔۔ وعلی قول هذا القائل التفسير والتأويل واحد“⁽¹⁰⁾

”اور کچھ مفسرین نے کہا: تفسیر بالرائے یہ ہے کہ کوئی بات صرف عقل کی کسوٹی پر تولی جائے اور پھر کہی جائے اور اس آیت و مقام کے حوالہ سے موجود احادیث و اخبار کو رد کر دیا جائے اور مرفوع حدیث موجود ہونے کے باوجود عقلی تفسیر کی جائے اور یہ قول کہنے والے کے ہاں تفسیر اور تاویل کا ایک ہی معنی ہے۔“

تفسیر الملتقط، تفسیر بالرائے محمود ہے:

دلائل سے یہ بات واضح ہو گئی کہ تفسیر ہذا، تفسیر بالرائے محمود ہے اور اس تفسیر میں جہاں زیادہ تر احادیث مبارکہ، اقوال صحابہ و سلف صالحین کو تفسیر کے لیے ذکر کیا گیا ہے وہیں عقلی دلائل اور رائے کے ساتھ بھی تفسیر بیان کی گئی ہے۔

تفسیر اور تاویل میں فرق:

گیسودراز تفسیر اور تاویل کا فرق بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”و منهم من فصل بين التفسير والتأويل۔۔۔ الی قولہ، التفسير للصحابة والتأويل للفقهاء“⁽¹¹⁾

”اور ان (علماء) میں سے کچھ نے تفسیر اور تاویل میں فرق کیا۔ بعض نے کہا: تفسیر شان نزول، وضاحت اور بیان سبب کے متعلق احادیث ہیں کہ جو رائے سے کوئی نہیں رکھتیں بلکہ مشاہدہ اور سماع سے متعلق ہیں اور تاویل کثیر المعنی لفظ کی وضاحت کرتا ہے کہ دلیل کے ساتھ مرادی

﴿بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ﴾ کی صوفیانہ تفسیر:

رَحِيمٌ ۝ میں۔ تو اب ﴿بِسْمِ اللّٰهِ﴾ کا معنی یہ ہو گا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہو ”بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ“ اللہ کے نام سے جو رحمن ہے اور رحیم کے نام سے یعنی حضرت محمد ﷺ کے سبب تم مجھ تک پہنچے ہو۔ اگر تم کہو ”بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ“ تو رحیم وہ ہے جو تمہیں تمہارے عیوب سمیت قبول کرے۔“

مذکورہ بالا تفسیر سے یہ بات واضح ہو گئی کہ یہ تفسیر ایک صوفیانہ تفسیر ہے۔ اس میں ادب و توقیر، عقائد و مسائل اور صوفیانہ مباحث بکثرت ہیں اور یہ چیزیں تزکیہ نفس و روحانی بالیدگی کے لیے انتہائی اہم و ضروری ہیں۔

تفسیر الملتقط جلد ۲ کا تعارف:

نفائس القرآن کے شائع کردہ مخطوط تفسیر الملتقط کی دوسری جلد ایک ہزار پچاس صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کے علاوہ اس جلد میں آخر پر تفسیر کا تعارف نقل کیا گیا ہے۔ جس کی ترتیب میں پہلے نمبر پر مولانا سید عبدالکئی رحمۃ اللہ رائے بریلی جو کہ والد ماجد ہیں مولانا ابوالحسن ندویؒ کے، کی تحریر ہے اور یہ تحریر عربی میں ہے۔ اس تحریر کو کتاب ”بسمی“ ”الاعلام“ سے نقل کیا گیا ہے۔ کل 16 صفحات آخر کتاب میں تعارف کے حوالہ سے مذکور ہیں، جن میں عربی زبان میں تحریر صفحہ نمبر 1 سے لے کر پانچ تک پھیلی ہوئی ہے۔

صفحہ نمبر 6 سے سید نفیس الحسینیؒ کی تحریر تفسیر کے تعارف کے حوالہ سے شروع ہوتی ہے اور یہ تحریر صفحہ نمبر 16 تک پھیلی ہوئی ہے اور عمدہ انداز تحریر اپنایا گیا ہے۔ تحریر کے آخر میں تحریر ہے کہ تفسیر کا یہ نسخہ India Office Library, Arabic Manuscript Loth III, Muhammad Hussaini Gysudaraz, Tafsir-al-multaqat.Part2, ff525 B303 سے لیا گیا ہے۔⁽¹⁷⁾

دوسری جلد سورۃ مریم سے شروع ہوتی ہے اور اس جلد میں ضروری اور قابل ذکر بات یہ ہے کہ صفحہ نمبر 93 (917)، سورۃ الانبیاء کی آیت نمبر 83 کے بعد آیت نمبر 84 سے ساری سورت سورۃ الحج، سورۃ المؤمنون، سورۃ النور، سورۃ الفرقان، سورۃ الشعراء، سورۃ النمل اور سورۃ القصص شروع آیت سے لے کر آیت نمبر 75 تک آیات کی تفسیر مفقود ہے۔ صفحہ 93 پر مذکور ہے:

”اعتذار: ما بقی من التفسیر من قولہ ”کما قال وتلک“ (من تفسیر سورۃ الانبیاء پ ۱) الی قولہ ”موسیٰ فَاِنْ کَانَ“ (من تفسیر سورۃ القصص پ ۲۰) لیس لمذکور لانہ لیس لمحصول“⁽¹⁸⁾

”معذرت! مفسر کے قول ”کما قال وتلک“ (سورۃ الانبیاء پارہ 17 کی تفسیر سے) بقیہ تفسیر مفسر کے قول ”موسیٰ فَاِنْ کَانَ“، سورۃ القصص کی تفسیر سے) بقیہ تفسیر مذکور نہیں کیوں کہ ہمیں یہ ملی ہی نہیں۔“

دوسری جلد کی پہلی آیت کی تفسیر:

﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾ ﴿کَھِیْعَص﴾⁽¹⁹⁾

”اور بعض نے کہا ”اکاف“ میں اشارہ اس طرف ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے حوالہ سے اپنے اوپر رحمت کو لازم کر لیا۔ فرشتوں کے بندوں کے حق میں ذلت لکھنے سے پہلے پہلے اور ”الھاء“ مؤمنین کے لیے اللہ تعالیٰ کے عرفان کی طرف ہدایت کا اشارہ کر رہی ہے اور اس کی

ہیبت کی تعریف کر رہی ہے کہ جس ہیبت کی مستحق صرف اسی کی بادشاہت کی جلالت ہے اور ”الہاء“ تعریف ہے اس ہبہ کی جو کسی مومن کو دیا جائے، صرف احسان کرتے ہوئے اور لینے والے کا کوئی حق اخذ بھی نہ ہو اور ”الیاء“ اشارہ ہے محنت کی تنگی کے بعد نعمت کی آسانی کی طرف۔ اور اشارہ ہے اللہ تعالیٰ کے دست قدرت کا اپنے مومنین بندوں پر رحمت کی وسعت و کشادگی برسانے کی طرف۔ اور ”العين“ اس بات کی طرف اشارہ کر رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو علم ہے اپنے بندے کے ظاہر اور چھپے ہوئے تمام احوال کا۔ اس کی تنگی و کثرت کا۔ اس کے حال و مال کا۔ اس کی ہمت برداشت کا اور اس کے فاقہ کے حق کا۔ سب اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے اور ”الصاد“ میں اشارہ ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ اپنے وعدے میں سچا ہے۔“ (20)

اس کے متصل ارشاد فرماتے ہیں:

”ہو جائیں ہادی اے محمد ﷺ! ہمارے عین اور صفات کی طرف“ اور بعض نے کہا: ہو جائیے فناے محمد ﷺ! ہماری ذات اور صورت میں۔“ اور بعض نے کہا: کافی ہے تیری ہمت تجھے اے عاشق بہت زیادہ صبر کرنے والے۔ اور بعض نے کہا: کافی ہے تجھے تیرا ہم و غم ذوق اور لذت کے لیے۔ اگر تو نہ بھاگا اپنا حصہ لے کر اے عاشق صادق اور بے شک کہا گیا ہے کہ درد و الم اور جلنا (جدائی کی آگ میں) عاشق کے نزدیک وصال اور ملنے سے زیادہ چاشنی و حلاوت رکھتا ہے۔“ (21)

تو مذکورہ بالا عبارات سے پتہ چلا کہ حروف مقطعات کی تفسیر صوفیانہ رنگ سے مزین ہے ورنہ اکثر تفاسیر میں ان حروف مقطعات کی تفسیر ملتی ہی نہیں۔ دوسری جلد کی ابتداء سے یہ بات واضح ہو رہی ہے کہ یہ تفسیر خالص طرز صوفیہ پر نکات کی حامل ہے اور اسرار و رموز سے بھرپور ہے۔

آخری آیت:

اس دوسری جلد کے آخر میں سورۃ الناس ہے اور اس کی تفسیر اکثر عبارت ناقابل فہم ہے۔ اس وجہ سے صرف جہاں سے عبارت واضح ہے۔ اس کی تفسیر مندرجہ ذیل ہے:

”سورۃ الناس ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ المؤمن“ (22)

”سورۃ الناس اللہ کے نام سے شروع ہو جو بڑا مہربان نہایت رحم والا، تم کہہ دو! میں لوگوں کے رب کی پناہ مانگتا ہوں یعنی مومنین کے رب کی۔“ الناس“ سے مفسر لکھتے ہیں مومنین مراد ہیں اور ”الوسواس کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں، دل میں آنے والے خیالات جو کہ کبھی ہلکی سی آواز کی صورت میں ہوتے ہیں۔“ (23)

ب۔ تفسیر ملا علی القاری ”انوار القرآن و اسرار الفرقان“ کا تعارف:

یہ تفسیر گیارہویں صدی ہجری میں لکھی گئی۔ اس تفسیر کو مکتبہ الحنفانیہ پشاور نے پانچ جلدوں میں شائع کیا ہے۔ اس تفسیر کو جدید رسم الخط اور موجودہ دور کی ضروریات کے مطابق، ڈاکٹر ناجی السوید نے کیا ہے اور مختلف مخطوطات کو چھان کر ایک عمدہ نسخہ منضہ شہود پر لائے ہیں۔

تفسیر ملا علی القاری صوفیانہ تفسیر:

اسلامی ورثہ میں صوفی سوچ اور عقیدہ کا ایک بہت بڑا حصہ ہے۔ یہ ایک معلوم اسلامی سوچ کا طور طریقہ ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ اسلام کی نشوونما میں اور پھلنے پھولنے میں تاریخی طور پر اس سوچ نے ایک وسیع اور اہم کردار ادا کیا۔ پس اس نظریہ اور سوچ کی ابتداء دوسری صدی ہجری سے ملتی ہے۔ اس حوالہ سے علماء کا اختلاف موجود ہے۔

وہ حضرات جو اس نظریہ میں سلسلۃ الذہب کہلاتے ہیں وہ حضرت جنید و حضرت شبلی و حضرات بسطامی حضرت بقلی و قشیری ہیں اور جنہوں نے اس سوچ میں گہرا شغف اور مقام بلند حاصل کیا ان میں حضرت منصور حلاج، حضرت سہروردی، ابن رومی وغیرہم شامل ہیں۔⁽²⁴⁾ صوفیہ کا زیادہ تر اہتمام تزکیہ نفس اور تربیت کی طرف تھا لیکن دوسری جانب دنیا میں دیگر تبدیلیوں سے بھی بے خبر نہ تھے۔ جو دیگر علوم و فنون میں ہو رہی تھیں۔ ان میں ایک میدان فکر و عمل تفسیر قرآن ہے۔ اس میں کثیر صوفیہ نے اپنا حصہ ڈالا اور مختلف تفاسیر منصفہ شہود پر آئیں جن میں سے چند صوفیانہ تفاسیر مندرجہ ذیل ہیں:

- ★ تفسیر القشیری (283ھ)
- ★ تفسیر البقلی (عرائس البیان فی حقائق القرآن) (404ھ)
- ★ تفسیر السلمی ”حقائق التفسیر“ (412ھ)
- ★ تفسیر مکی ”الہدایۃ الی بلوغ التہایۃ“ مکی بن ابی طالب (437ھ)
- ★ تفسیر القشیری لطائف الاشارات (465ھ)
- ★ تفسیر القرآن لابن عربی (638ھ)
- ★ تفسیر اسماعیل حقی روح البیان فی تفسیر القرآن (1127ھ)
- ★ تفسیر ابن عیینہ ”البحر المید فی تفسیر القرآن المجیدی“ (1224ھ)
- ★ تفسیر ملا علی القاری ”انوار القرآن و اسرار الفرقان الجامع بین اقوال علماء الأعیان وأحوال الأولیاء ذوی العرفان“ (1014ھ)⁽²⁵⁾

تفسیر ملا علی القاری کی خصوصیات:

یہ تفسیر صرف صوفی فکر میں معتبر نہیں بلکہ تمام اہم اور ضروری معاملات و عقائد کی تفسیر ہے۔ اس میں بہت سارے دیگر معاملات و مسائل بیان ہوئے ہیں۔ جن میں سے چند مندرجہ ذیل ہیں:

مسکلی رجحان اور نرمی اس میں موجود نہیں خاص طور پر ایک مسلک کی تفسیر اسے نہیں کہا جاسکتا۔ پس تعصب مذہبی اس میں نہیں اور اہم آراء اور مسائل بیان کرنے میں ایک ندرت و نیا حسن ہے بغیر کسی مذہب کی طرف جھکے اور کسی کی بے جا حمایت کرنے کے۔ معلوم بات تو یہی ہے کہ حضرت ملا علی القاری امام اعظم ابو حنیفہ کے مذہب پر تھے۔ یہ ایک چھت ہے لیکن بغور مطالعہ سے پتہ چلتا ہے۔ امام

ملا علی القاری ایک متوسط نظریہ اور سوچ کے حامل تھے۔ جو کہ پہلے اور بعد کے علماء کی سوچ سے متوسط ہے۔⁽²⁶⁾

آپ کی تفسیر کی خصوصیات میں سے چند مندرجہ ذیل ہیں:

بہت زیادہ وسیع پیمانے پر نقل کرنے سے (یعنی سلف کی آراء) گریز کیا گیا ہے۔ پس تفسیر حدیث سے استناد کرنے میں بھری ہوئی ہے۔ صحیح اور مختلف احادیث کثیر تعداد میں تفسیر میں موجود ہیں۔ ساتھ کبھی صحابہ کرام اور تابعین کے اقوال و آراء کا اضافہ کیا جاتا ہے:

★ اہل کتاب سے بالخصوص تورات اور حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے روایات نقل کی گئی ہیں۔

★ اس تفسیر میں ہمیں لغوی تشریح بھی عام ملتی ہے۔ پس تفسیر کا کوئی صفحہ ایسا نہیں جس میں شعر سے استدلال نہ کیا گیا۔ پس وہ اشعار کثیر اور مختلف ہیں۔

★ علم القراءت کا بہت اہتمام ہے۔ پس مؤلف ہمیشہ وجوہ قراءت کا ذکر کرتے رہتے ہیں اور اس کی وجوہ کو صاحب قراءت کی طرف لوٹاتے رہتے ہیں۔ پس کوئی جگہ ایسی نہیں کہ جس جگہ عام طور پر آپ نے اس طرف اشارہ نہ کیا ہو۔

★ امہات کتب تفسیر پر اعتماد کیا گیا ہے۔ سابقین اور متاخرین دونوں ادوار کی امہات کتب تفسیر سے استفادہ کیا گیا ہے۔ بالخصوص تفسیر البیضاوی و ابی مسعود، الکشاف، القشیری، پس استاذ کی رائے (امام القشیری) کی رائے، کوئی آیت ایسی نہیں کہ جس میں استاذ کی رائے کا ذکر نہ ہو اور اسی طرح تفسیر السملی اور البقلی اور متاخرین میں سے تفسیر ”المحر المید لابن عجمہ“ قابل ذکر ہیں۔

★ مختلف اور کثیر رجال کا ذکر ملتا ہے۔ بالخصوص صوفی رجال کا جن حضرت جنید، الشبلی، ابن عطاء، الہکی، القرشی، رویم، الحریری، الواسطی، الجبیدی، الصفوی، حمدون، ابو حفص الکرمانی، السقطی، عیاض، البصر آبادی، الدارنی، الترمذی رحمہم اللہ وغیرہم کا ذکر بہت زیادہ ہے۔ اس کے علاوہ بھی بہت سی خوبیاں اور فضائل اس تفسیر کو حاصل ہیں۔⁽²⁷⁾

پہلی جلد 576 صفحات پر مشتمل ہے اور سورۃ الفاتحہ سے شروع ہو کر سورۃ المائدہ کے اختتام تک کی تفسیر پہلی جلد میں مذکور ہے۔ کتاب کے شروع میں محقق ناجی السوید نے مقدمۃ المحقق اور اس کے بعد سیرۃ المؤلف کے حوالہ سے تحریر شامل کی ہے جو کہ صفحہ 3 سے صفحہ 8 تک پھیلی ہوئی ہے۔ اس کے بعد کتاب کے مخطوطہ جات کے چند نمونے ذکر کیے ہیں اور صفحہ 23 پر سے باقاعدہ تفسیر کا آغاز ہو رہا ہے۔

مفسر نے کتاب کا آغاز اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء اور رسول اللہ ﷺ پر درود و سلام سے فرمایا۔ آپ ابتداء میں رقم طراز ہیں:

”بسم اللہ الرحمن الرحیم و بہ المستعان و علیہ التکلیل الحمد للہ الذی أظهر الکتاب و أوضح الخطاب، و بین الایات البینات فی کل باب تذکرۃ لأرباب الألباب و تبصرۃ لدفع حجاب أصحاب الاحتجاب و الصلوٰۃ و السلام علی الرسول الکریم الذی أنزل علیہ القرآن العظیم، و أرسل بالفرقان الفخیم، و علی آلہ و اصحابہ، و أتباعہ و أشاعہ السالکین طریق القویم و الہادین الی السبیل المستقیم، أما بعد۔“⁽²⁸⁾

”اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا اور اسی سے مدد مانگی جاتی ہے اور اسی پر ہمارا بھروسہ و توکل ہے۔ تمام خوبیاں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے ظاہر فرمایا کتاب کو اور واضح کیا خطاب اور بیان فرمایا روشن آیات کو کہ جن کے ہر باب میں عقل مندوں کے لیے نصیحت ہے اور

تبصرہ ہے۔ حجاب والوں کے حجاب کو دور کرنے کا اور صلوٰۃ و سلام نازل ہو رسول کریم ﷺ پر کہ جن پر قرآن عظیم نازل فرمایا گیا اور انہیں واضح دلائل کے ساتھ مبعوث فرمایا گیا اور درود نازل ہو آپ ﷺ کی آل و اصحاب پر اور جنہوں نے آپ ﷺ کی پیروی کی اور جن لوگوں نے اصحاب کی طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیروی کی ان پر کہ وہ چلنے والے ہیں سیدھا راستہ اور ہدایت دینے والے ہیں سیدھے راستے کی طرف، حمد و صلوٰۃ کے بعد“

تفسیر الملا علی القاری میں بسم اللہ کی تشریح:

”بسم اللہ الرحمن الرحیم (الفاتحہ) اور اس کی سات آیات ہیں۔ (اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم والا)۔ تسمیہ کی تفسیر کرتے ہوئے مفسر لکھتے ہیں:

”ای بجدو واجب الوجود ایجادنا و امدادنا و بانعامہ العمیم و احسانہا لکریم معاشنا و معادنا“ (29)

”یعنی واجب الوجود جل و علا کے احسان سے ہمارا پیدا ہونا اور نصرت پانا ہے اور اس کے متواتر انعام اور بے پایاں احسان سے ہماری روزی ہے اور ہمارا (اس کی طرف) لوٹنا ہے۔“

اس کے بعد استاذ الامام القشیریؒ کا مفسر انہ کلام ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”وقال الأستاذ الامام أبو القاسم القشیری رحمۃ اللہ۔۔۔ الی قولہ وعند المیم ملکہ و کبریاۃ“ (30)

”استاذ ابو القاسم القشیری قدس اللہ سرہ الجلی نے فرمایا ”یعنی اللہ کے (ارادہ) کے ساتھ (دنیا جہان کی) ساری چیزیں رونما ہوئیں اور ساری مخلوقات پائی گئیں۔“ پس ایک جماعت اس آیت کے ذکر کے وقت بیان کرتی ہے کہ ”باء“ سے مراد اللہ تعالیٰ کا اپنے ولیوں پر احسان ہے۔ اور سین سے مراد اللہ تعالیٰ کا اپنے چنے ہوئے بندوں کے ساتھ راز ہے اور میم سے مراد، اس کا اپنی دوستی و محبت کے اہل لوگوں پر احسان ہے۔ پس وہ اس بات سے باخبر ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے کرم سے انہوں نے اس کے راز کو پایا۔ اور اس کے احساس سے جو ان پر ہے۔ انہوں نے اس کے حکم کی حفاظت کی اور اسی پاک ذات کے فضل سے انہوں نے اس کی قدر کو پہچانا۔ اور دوسری جماعت تذکرہ کرتی ہے کہ ”بسم“ کی بقاء سے مراد: اس کی شان ہے اور سین سے مراد، اس کی چمک ہے اور میم سے مراد اس کی بادشاہت و عظمت ہے۔“

”وقال العارف العاشق الشیخ روزن بہان البقلی قدس سرہ العزیز العلی فی تفسیرہ المسمی ”بعرائس البیان فی حقائق القرآن“۔۔۔ الی قولہ هو للتعلق و سائر أسمائہ للتحلق“ (31)

”اور عارف عاشق شیخ روز بہان البقلی قدس اللہ سرہ العلی نے اپنی تفسیر ”عرائس البیان فی حقائق القرآن“ میں فرمایا، نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے روایت ہے کہ بقاء اللہ تعالیٰ کی شان، سین اس کی حشمت کی چمک اور میم میں اس کی عظمت و بڑائی ہے۔ پس (اسم) کی بقاء کے ساتھ عارفین کی روحوں کی بقاء ہے۔ اور اس کی ذات کی چمک کے ساتھ (سائقین) جو پہلے گزر چکے کے راز سربستہ ہیں۔“ اور اس کی عظمت و بزرگی کے ساتھ ہی (واجدین وجد کرنے والے) عشاق کے دلوں پر معرفت و پہچان وارد ہوتی ہے۔ یا الباء نے فناء ہونے والوں کے لیے بقاء کو ظاہر کیا اور سین نے محبت والوں کے لیے پاک ذات کی چمک کو دکھایا اور میم نے اہل نعوت کے لیے بادشاہت کو ظاہر کیا۔ یا الباء اس کی تمام

(مخلوقات) سے مہربانی ہے۔ اور السین خاص (محبوبین) سے اس کا راز اور المیم اس کی خاص الخاص مفسرین سے محبت ہے۔ یا الباء بندوں کی عبادت کی ابتداء اور السین اس کی ربوبیت کا سر نہاں اور المیم اس کا زلی ابدی احسان ہے۔ اور کچھ لوگوں نے کہا ہے: کہ بے شک باء خزانہ البیہ کا دروازہ ہے اور السین (سے مراد) مصطفیٰ کریم علیہ التحیۃ والثناء کی رسالت کا راز ہے اور میم (سے مراد) حضرت محمد ﷺ کی ولایت کا تصرف و ملک ہے۔ اور بحر حال (بسم اللہ) میں ”اللہ“ پس کوئی بھی اس کے بارے میں نہیں جانتا سوائے اس کے کہ جتنا اللہ پاک نے اسے ہدایت عطا کر دی ہو۔ اور اسی لیے انہوں نے (اہل علم نے) کہا یہ ذاتی نام ہے اور باقی سارے اسماء ذات باری تعالیٰ صفاتی ہیں۔“

”وقد قال سهل و جمہور العارفین انہ الاسم الاعظم۔۔۔ وهو غاية بداية الاشارة الهویة“ (32)

”اور سہل اور جمہور عارفین نے کہا: (اللہ عز و جل) بے شک یہ اسم اعظم ہے، جیسا کہ قطب ربانی الشیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ”اللہ“ یہ اسم اعظم ہے اس شرط کے ساتھ کہ تو کہے ”اللہ عز و جل“ اور تیرا دل اس کے سوا سے خالی ہو۔ اور کچھ مفسرین نے کہا: ﴿بسم اللہ﴾ (الآیۃ ۱) یہ عشاق کا علاج ہے۔ اللہ تعالیٰ ”بسم اللہ“ اس تسمیہ کے ساتھ ان سے دنیا کا زہر اور آخرت کے آلام دور فرماتا ہے۔ (موکف نور الدین علی بن سلطان اللہروی المکی الخنفی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں) میں کہتا ہوں نبی مکرم شفیع معظم ﷺ کی حدیث ((بسم اللہ الذی لا یضر مع اسمہ شیء فی الارض ولا فی السماء وهو السميع العليم)) (33)

”اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ کہ جس کے نام کے ساتھ آسمان اور زمین میں کوئی چیز نقصان نہیں پہنچاتی اور وہ بڑا سننے والا بڑا جاننے والا ہے۔“ اور اس اسم شریف کے لطائف میں سے یہ بات بھی ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی بلند و عزت والی ذات کے ہمیشہ رہنے پر دلالت کرتا ہے۔ کہ اس کے حروف میں سے کوئی حرف کم کر دیا جائے تو بھی اس کا مرادی معنی ہمیشہ باقی رہتا ہے۔ جیسا کہ جب (اللہ عز و جل کے لفظ سے) الف گرایا تو ”لہ“ (اللہ کے لیے) رہ گیا۔ اور جب ایک لام گرایا تو ”لہ“ (اسی اللہ کا) رہ گیا۔ اور جب دوسرا لام بھی گرایا تو ”ہ“ (وہ اللہ) رہ گیا۔ اور یہ ”ہ“ ضمیر مراد ذات کی طرف اشارہ کی غایت ہے۔“

”وقال الامام جعفر الصادق: اسم ﴿الرحمن﴾ (الآیۃ: 1)۔۔۔ الی قوله فانہا خاصۃ للخواص الکرام“ (34)

”اور امام جعفر الصادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا اسم الرحمن اور الرحیم میں ”الرحمن“ ان کے لیے ہے جو ذات باری تعالیٰ کی خاص رحمت کے مرکز ہیں۔ ان کے حقائق انوار میں مستغرق و غوطہ زن و فنا ہونے کی وجہ سے۔ اور ”الرحیم“ ان لوگوں کے لیے جو مریدین میں ارادہ کرنے والے اپنی نفسانی خواہشات اور ظاہری عوارض کے ساتھ رہنے کی وجہ سے۔ گویا کہ حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غور فرمایا الفاظ کی طرف اور الفاظ کی زیادتی معنی کی زیادتی پر دلالت کرتی ہے۔ تو اسی لیے ذات باری تعالیٰ کے پہلے صفاتی نام ”الرحمن“ کو مطلق رکھا، برخلاف دوسرے ”الرحیم“ کے۔ پس بے شک اس کا اطلاق اس کے غیر (متقید) پر ہوتا ہے اور کبھی کہا جاتا ہے کہ رحمن کی رحمت مومنین اور کافر، سب کو شامل ہے۔ نہ کہ رحیم کی رحمت۔ پس بے شک وہ صرف مومنین کے ساتھ خاص ہے۔ پس کبھی مراد لی جاتا ہے رحمتہ کو وہ رحمت کافر و فاجر کو بھی پہنچی ہوتی ہے تو یہ صفت رحمن کی رحمت کا اثر ہے۔ اور اسی طرح رحمن کی رحمت دنیا میں یہ سبقت رکھتی ہے

آخرت پر۔ تو مناسب ہو گئی مراد بندوں کے عمدہ اور اگر کہا جائے رحمن مرید اور رحیم مراد کے لیے ہے تو اس کی ایک وجہ ہے مقصود مقام پر۔ تو بے شک رحمن کی رحمت یہ غایت شاملہ ہے عوام کے لیے۔ برخلاف رحمت رحیم کے کہ بے شک یہ خاص ہے خاص معززین کے لیے۔“

”ولذا قال الاستاذ الرحمة اداة النعمة أو نفس النعمة بنا۔۔ الی قوله بما یمن به من الرضوان“ (35)

”اسی لیے استاذ علیہ الرحمة نے فرمایا: رحمت نعمت کا ارادہ یا نفس نعمت ہے ہم پر اس بنا پر کہ یہ کمال (وارفع) ذات کی صفت ہے یا بے شک یہ افعال کی صفات سے ہے۔ پس بہ نعمت وہ (صفت رحمن) نظر آنے والوں اور ظواہر کے لیے ہے اور یہ (صفت رحیم) نعمت روحوں اور مستورین کے لیے ہے۔ پس رحمن وہ رزق دیتا ہے سب کو جس میں سب ظاہر (مخلوقات) کے لیے راحت ہے۔ اور الرحیم مومنین کے موافق ہے اس لیے کہ اس کے ساتھ ان کے (اسرار) رازوں کی بقا ہے۔ پس ”الرحمن“ جو غائب ہے اور الرحیم جو چمک رہا ہے۔ فالترشح بالمبار۔ اور چمک (اس کے) انوار کے ساتھ ہے اور وہ رحمن ہے اپنے نور کی تجلی کے کشف کے ساتھ اور رحیم ہے اپنے ولیوں کے ساتھ مہربانی کے ساتھ۔ اور وہ رحمن ہے اس کے ساتھ جو ایمان لانے میں اولیٰ ہے اور رحیم ہے اس کے ساتھ جو عرفان و معرفت میں غوطہ زن ہے۔“

تو اس تفسیر تسمیہ سے یہ بات واضح ہو گئی کہ یہ تفسیر ایک صوفیانہ تفسیر ہے اس میں احادیث و اقوال صحابہ کے ساتھ صوفیہ کرام کے اقوال کو ذکر کیا گیا ہے اور یہ ایک حسین امتزاج ہے۔

پہلی جلد کی آخری آیت کی تفسیر:

﴿لِلّٰهِ الْمُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا فِيْهِنَّ﴾ (36)

”اور اللہ ہی کے لیے ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور زمین میں۔“

یعنی علویات اور سفلیات سے جو کچھ بھی سب اللہ تعالیٰ کا ہے اور اس میں عیسائیوں اور ان کے غیر کے جھوٹ پر ان کے نبی کی تنبیہ ہے اور ان کا حضرت مسیح کو اور ان کی والدہ کو اور بتوں اور ان کی امثال کو خدا کہنے کے دعویٰ کا بطلان ہے۔ یعنی اولاد قوت کا باعث ہوتی ہے۔ اسی طرح سکون و اطمینان کا۔ تمام اسباب دنیوی و اخروی اللہ تعالیٰ ہی کی ملک میں ہیں اور اسی وجہ سے اسے نہ کسی اولاد و جوہر کی ضرورت اور وزیروں مشیروں کی کہ اس کی بارگاہ بے اذن بات کر سکیں۔ اسی لیے مفسر مزید وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

”وقال الاستاذ۔۔ الی قوله والقمع والمنع“ (37)

”اور استاذ نے کہا: اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اپنی قدرت قدیمہ جو کہ شامل ہے تمام نیک طاقتوں کو، کی تعریف فرمائی۔ تمام مصنوعات کی ایجاد کی نسبت غیر کی بجائے اپنی قدرت کاملہ کی طرف فرمائی۔ کیوں کہ رسم بھی یہی ہے اور حقیقی مؤثر بھی اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اور حقیقت و اصل اللہ تعالیٰ کی ہی ذات ہے۔ ﴿وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾“ اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔“ دوری اور بلندی روکنا اور لوٹانا اور نفع دینا اور تخلیق کرنا، عطا کرنا اور منع کرنا، سب پر اللہ تعالیٰ قادر ہے۔“

اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ و شاملہ ہے اور کوئی چیز اس کے دست قدرت سے بعید نہیں۔

دوسری جلد، تعارف:

دوسری جلد 556 صفحات پر مشتمل ہے۔ سورۃ الانعام، سورۃ الاعراف، سورۃ الانفال، سورۃ التوبہ، سورۃ یونس، سورۃ ہود، سورۃ یوسف، علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام اور سورۃ الرعد سورتیں اس دوسرے حصہ میں شامل ہیں۔

تیسری جلد:

یہ جلد 527 صفحات پر مشتمل ہے۔ اس جلد میں سورۃ ابراہیم، سورۃ الحجر، سورۃ النحل، سورۃ الاسراء، سورۃ الکہف، سورۃ مریم، سورۃ طہ، سورۃ الانبیاء علیہم السلام، سورۃ الحج، سورۃ المؤمنون، سورۃ النور اور سورۃ الفرقان کل بارہ سورتوں کی تفسیر پر مشتمل ہے۔

چوتھی جلد کا تعارف:

یہ جلد بھی 527 صفحات پر مشتمل ہے اور اس میں سورۃ الشعراء سے سورۃ الفتح تک کل 23 سورتوں کی تفسیر ہے۔

پانچویں جلد کا تعارف:

یہ جلد 399 صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کا آغاز سورۃ الحجرات سے ہو رہا ہے اور سورۃ الحجرات سے سورۃ الناس تک سورتوں کی تفسیر اس پانچویں جلد میں مذکور ہے۔

خلاصہ بحث:

- 1- دونوں تفاسیر عربی زبان میں ایک سرمایہ اور مایہ ناز تفاسیر ہیں۔
- 2- دونوں تفاسیر اسلام کی حقیقی روح اور بنیادی مقصد کو سمجھنے کے لیے عام مسلمان کی دسترس میں ہونا ضروری ہیں۔
- 3- اولیاء اللہ کے بارے سطحی معلومات کے حامل افراد، ناپسندیدہ سوچ کے حامل ہیں ہمارے اسلاف اولیاء صوفیاء علم اور عمل میں اپنی مثال آپ تھے۔
- 4- تفسیر الملتقط منقوط ہونے کے باعث مکمل تدوین و تخریج کے ساتھ ساتھ اردو زبان میں منتقل ہونا ضروری ہے۔
- 5- تفسیر ملا علی القاری تصوف اور صوفیاء و علماء و اعیان دین کے اقوال و آراء کا بہترین مجموعہ ہے۔ اسے دینی مدارس اور یونیورسٹیز نصاب کا جزو بنانا چاہیے۔
- 6- معاشرے کی عدم مساوات، عدم برداشت، عدم اخلاقی اقدار کی بڑی وجہ تصوف اور دین کی صحیح آئیڈیالوجی سے دوری ہے۔ متعین تفاسیر بدرجہ اتم اسلامی تصوف اور صحیح دینی نظریات کی ترجمان ہیں۔ ان کو ہر مکتبہ کی زینت ہونا چاہیے۔

حوالہ جات

- 1- سید نفیس الحسینی، (تعارف)، تفسیر الملتقط، لاہور: نفائس القرآن، سن، ج ۲، ص 14
- 2- ایضاً، ص 15
- 3- گیوڈوراز، سید محمد حسینی، تفسیر الملتقط، لاہور: نفائس القرآن، سن، ج 1، ص 1
- 4- ایضاً، ج 1، ص 5
- 5- النسائی، ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب بن علی، سنن الکبریٰ محقق، حسن عبد المنعم شعی، بیروت: مؤسسۃ الرسالۃ، 2001ء-1421ھ، رقم 11258
- 6- بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح المسند من امور رسول اللہ وسنہ وایامہ، باب نزول القرآن سبعۃ احرف، بیروت: مؤسسۃ الرسالۃ، 2012ء، حدیث 4992
- 7- النسائی، ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب بن علی، سنن الکبریٰ محقق، حسن عبد المنعم شعی، بیروت: مؤسسۃ الرسالۃ، 2001ء-1421ھ، رقم 11258
- 8- گیوڈوراز، سید محمد حسینی، تفسیر الملتقط، لاہور: نفائس القرآن، سن، ج 1، ص 5
- 9- ایضاً، ص 6
- 10- ایضاً، ص 6
- 11- ایضاً، ص 7
- 12- لفظ: 15
- 13- ایضاً، ص 7، 8
- 14- ایضاً، ص 8
- 15- ایضاً، ص 12
- 16- ایضاً، ص 12
- 17- سید نفیس الحسینی، (تعارف)، تفسیر الملتقط، لاہور: نفائس القرآن، سن، ج ۲، ص 16
- 18- ایضاً، ج ۲، ص 93
- 19- مریم: ۱
- 20- ایضاً، ج ۲، ص 825
- 21- ایضاً، ج ۲، ص 826
- 22- الناس: 1
- 23- ایضاً، ج ۲، ص 1873
- 24- لہروی، الملا علی القاری، نور الدین علی بن سلطان، انوار القرآن واسرار الفرقان، تحقیق الدكتور ناجی السوید، پشاور: المکتبۃ الحفانیہ، جنوری 2012، ج 1، ص 3
- 25- ایضاً، ص 4
- 26- ایضاً، ص 4

- 27- ایضاً، ص 5
- 28- الہروی، الملا علی القاری، نور الدین علی بن سلطان، انوار القرآن واسرار الفرقان، تحقیق الدكتور ناجی السوید، پشاور: المکتبہ الحنفیہ، جنوری 2012ء، ج 1، ص 3
- 29- ایضاً، ج 1، ص 23
- 30- ایضاً، ج 1، ص 25
- 31- ایضاً، ج 1، ص 25
- 32- ایضاً، ج 1، ص 26
- 33- سنن ابن ماجہ، باب ما یقول عند الصبا والمساء، رقم الحدیث، 3869
- 34- ایضاً، ج 1، ص 26
- 35- ایضاً، ج 1، ص 26
- 36- المائدہ: 120
- 37- ایضاً، ج 1، ص 575

References

1. Sayyid Nafis al-Husayni, Tafseer al-Millatqat, Lahore: Nafais-ul-Quran, vol. 2, p. 14
2. Ibid. p. 15
3. Gesodaraz, Sayyid Muhammad Husayni, Tafsir al-Millatqat, Lahore: Nafais-ul-Quran, vol. 1, p. 1
4. Ibid., vol. 1, p. 5
5. Al-Nasaa'i, Abu 'Abd al-Rahman Ahmad b. Shu'ayb b. 'Ali, Sunan al-Kubra al-Muhaqiq, Hasan 'Abd al-Munim Al-Shaabi, Beirut: Mu'asisat al-Risala, 2001-1421 AH, Rs. 11258
6. Bukhari, Muhammad bin Isma'il, Al-Jami al-Sahih al-Musnad, Min Affairs of the Messenger of Allah and The Sunnah and Aymah, Bab Nuzul-ul-Qur'an Saba'at-e-Ahrar, Beirut: Musaat al-Risala, 2012, Hadith 4992
7. Al-Nasaa'i, Abu 'Abd al-Rahman Ahmad b. Shu'ayb b. 'Ali, Sunan al-Kubra al-Muhaqiq, Hasan 'Abd al-Munim Al-Shaabi, Beirut: Mu'asisat al-Risala, 2001-1421 AH, Rs. 11258
8. Gesodaraz, Sayyid Muhammad Husayni, Tafsir al-Millatqat, Lahore: Nafais-ul-Quran, vol. 1, p. 5
9. Ibid, p. 6.
10. Ibid, p. 6.
11. Ibid, p. 7.
12. Surah Tuaha: 15.
13. Ibid, p. 7, 8.
14. Ibid, p. 8.
15. Ibid, p. 12.
16. Ibid, p. 12.
17. Sayyid Nafis al-Husayni, Tafseer al-Millatqat, Lahore: Nafais-ul-Quran, vol. 2, p. 16
18. Ibid, vol. 2, p. 93
19. Surah Maryam: 1.
20. Ibid, Vol: 2, p. 825.
21. Ibid, Vol: 2, p. 826.
22. Surah Al-Naas: 1.
23. Ibid, Vol: 2, p. 1873.
24. Al-Harawi, Al-Mulla 'Ali al-Qari, Noor-ud-Din Ali bin Sultan, Anwar-ul-Quran wa Israr al-Furqan,
 = Al Khadim Research Journal of Islamic Culture and Civilization, Vol. IV, No. 4 (Oct - Dec 2023) =

- Research al-Daktoor Naji al-Saweed, Peshawar: Al-Maktaba al-Haqania, January 2012, vol. 1, p. 3
25. Ibid, p. 4.
26. Ibid, p. 4.
27. Ibid, p. 5.
28. Al-Harawi, Al-Mulla 'Ali al-Qari, Noor-ud-Din Ali bin Sultan, Anwar-ul-Quran wa Israr al-Furqan, Research al-Daktoor Naji al-Saweed, Peshawar: Al-Maktaba al-Haqania, January 2012, vol. 1, p. 3
29. Ibid, Vol: 1, p. 23.
30. Ibid, Vol: 1, p. 25.
31. Ibid, Vol: 1, p. 25.
32. Ibid, Vol: 1, p. 26.
33. Sunan Ibn Majah, Bab Ma'iqul Andal-Saba wa'l-Masa, Raqat-ul-Hadith, 3869
34. Ibid, Vol: 1, p. 26.
35. Ibid, Vol: 1, p. 26.
36. Surah Al-Maida: 120.
37. Ibid, Vol: 1, p. 575.